بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال کا جواب:

ابو بکر صدیقؓ کے زمانے میں قرآن کریم کا جمع کیا جانا

صوت التحریر کے سوال کا جواب

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میرا ایک سوال ہے جو ابو بکرؓ کی جانب سے قرآن کو جمع کرنے کے بارے میں ہے، کیا قرآن کریم کے نسخے تھے یا لکڑی کی تختیاں تھیں جن پر قرآن کریم لکھا ہوا تھا؟ مجھے اس موضوع کے حوالے سے اسلامی شخصیہ کتاب میں تبنی اور امیر حفظہ اللہ کے جواب کا علم ہے، کتاب تیسیر الوصول الی اصول کا بھی، یہ سب کہتی ہیں کہ ابو بکرؓ نے قرآن کو ان تختیوں سے اکھٹا کر کے جمع کیا کسی نسخے سے نہیں، مگر میں نے بعض ایسی نصوص پڑھیں ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ جمع سے مقصود بعض کو بعض کے ساتھ یکجا کرنا نہیں بلکہ ان تختیوں کے نسخے بنانا ہے، یہ نصوص مندرجہ ذیل ہیں:

کتاب "المرشد الوجیز الی علوم تتعلق بالکتاب العزیز" جو کہ شہاب الدین عبد الرحمن بن اسماعیل بن ابراھیم المعروف بابی شامہ المقدسی، المتوفی 665 ہجری کی تالیف ہے، کے اقتباسات اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ قرآن کا جمع کرنا اس کے نسخے بنانا اور ان صحائف سے نقل کر کے لکھنا تھا جو رسول اللہ ﷺ کے سامنے ہی ایک کتاب میں لکھے گئے تھے، ان صحائف کو ایک کتاب کی شکل میں جمع کرنا نہیں،۔۔۔الخ مجھے اس کے اور شخصیہ اسلامیہ میں جو لکھا ہے اس کے درمیان تعارض نظر آتا ہے، اسی طرح سوال کے جواب کے ساتھ بھی۔ ہم نسخے بنانے کی نفی کرتے ہیں، جمع کرنے سے مراد ان تختیوں کو جمع کرنا سمجھتے ہیں جن کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے لکھا گیا تھا، جبکہ یہ دلائل اس کو ثابت کرتے ہیں۔

ان کے درمیان موافقت کی کیا صورت ہو گی بارک اللہ فیکم۔ ختم شد

جواب:

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

1۔ قرآن کو جمع کرنے کے مسئلے کو ہم نے اپنی کتابوں میں واضح انداز میں بیان کیا ہے، یہ رسول اللہ ﷺ کے تختیوں، چمڑے کے ٹکڑوں اور ہڈیوں پر لکھے گئے صحیفوں کو ابو بکرؓ کے زمانے میں جمع کرنا ہے، یہ وفات تک ابو بکر کے پاس رہے، پھر وفات تک عمرؓ کے پاس رہے، اس کے بعد حفصہؓ کے پاس رہے۔۔۔ عثمانؓ کے عہد میں ان جمع کیے گئے ٹکڑوں کے نسخے تیار کرنے کی ضرورت پیش آئی، آپؓ نے حفصہؓ سے ان جمع کیے گئے ٹکڑوں کو منگوا کر ان سے قرآن کریم کے کئی نسخے تیار کروائے، جن کو مختلف علاقوں میں بھیجا اور ایک نسخہ اپنے پاس رکھا جو مصحف "امام" ہے۔۔۔ ہم نے اس معاملے کو کافی تفصیل سے واضح انداز میں بیان کیا ہے۔

2۔ جی ہاں دوسری مختلف روایات بھی ہیں کہ جن میں یہ بتایا گیا ہے کہ نسخے ابو بکرؓ کے زمانے میں تیار کیے گئے، یہ نسخے ٹکروں میں صحابہ کے پاس تھے۔۔۔ یہ روایات بھی ہیں کہ یہ نسخے پورے قرآن کے نہیں اس کے ایک حصے کے تھے یہ ابو بکرؓ کے عہد میں۔۔۔ وغیرہ۔

3۔ مگر اس حال میں بخاری میں منقول روایات کو لیا جائے گا پھر دوسری روایات کو دیکھا جائے گا کہ اگر وہ بخاری میں لکھے ہوئے کے موافق ہوں، تو لیا جائے گا اگر مخالف ہوں تو نہیں۔

4۔ بخاری میں اس مسئلے کو پڑھنے کے بعد یہ واضح ہوتا ہے:

ا۔ صحیح بخاری میں آیا ہے:

4311۔ ابو الیمان نے بتایا کہ شعیب نے زُہری سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ ابنِ سباق نے بتایا کہ زید بن ثابت انصاریؓ جو کہ کاتبینِ وحی میں سے تھے، نے کہا: "اہلِ یمامہ کے قتل کے بعد ابو بکر نے مجھے بلایا اور عمر بھی آپ کے پاس تھے ابو بکرؓ نے کہا: عمر میرے پاس آئے اور کہا: یمامہ کے دن قتل نے لوگوں کا صفایا کر دیا، مجھے ڈر ہے کہ جنگوں میں قاریوں کا صفایا ہو جائے اور اگر جمع نہیں کیا تو قرآن کا بڑا حصہ ضائع ہو جائے، میں قرآن کو جمع کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ ابو بکرؓ نے کہا کہ: میں نے عمرؓ سے کہا: میں ایسا کام کیسے کروں جو رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا ہو؟ عمرؓ نے کہا: اللہ کی قسم! یہ خیر ہے۔ عمرؓ اسی حوالے سے مسلسل مجھ سے بات کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ نے اس کے لیے میرا سینہ کھول دیا اور میں عمر کی رائے کی موافقت کی۔ زید بن ثابت نے کہا عمرؓ ان کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے مگر بول نہیں رہے تھے۔ تب ابو بکرؓ نے کہا: تم ایک عقلمند نوجوان آدمی ہو، تم وحی لکھتے تھے قرآن کو جمع کرو۔ اللہ کی قسم! اگر مجھے کسی پہاڑ کو اٹھانے کا حکم دیتے تو یہ قرآن کو جمع کرنے کے بوجھ سے زیادہ مجھ پر بھاری نہ ہوتا۔ میں نے کہا: آپ ایسا کام کیسے کر سکتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا ہو؟ ابو بکرؓ نے کہا: اللہ کی قسم یہ خیر ہے۔ میں مسلسل ان سے بات کرتا رہا یہاں تک کہ اللہ نے میرا سینہ اس

کام کے لیے کھول دیا جس کے لیے ابو بکر اور عمر کا سینہ کھول دیا تھا، میں کمر بستہ ہو گیا اور قرآن کو ٹکڑوں، تختیوں، چمڑے کے ٹکڑوں اور آدمیوں کے سینوں سے اکھٹا کیا یہاں تک کہ سورہ توبہ کی دو آیتیں خزیمہ انصاری کے پاس سے پالیں، جو مجھے ان کے علاوہ کسی کے پاس نہیں ملی، **لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ** دو آیتوں کے آخر تک۔ جن صحیفوں میں قرآن کو جمع کیا گیا تھا، ابو بکرؓ کی وفات تک آپ کے پاس تھے پھر عمرؓ کے پاس ان کی وفات تک تھے اس کے بعد حفصہ بنت عمر کے پاس۔۔۔" ختم شد

ب۔ صحیح بخاری میں یہ بھی ہے:

6654۔ ابو ثابت محمد بن عبید اللہ نے روایت کی ہے کہ ابراھیم بن سعید نے ابنِ شہاب سے، انہوں نے عبید بن سباق سے انہوں نے زید بن ثابتؓ سے نقل کیا ہے، انہوں نے کہا: ابو بکر نے اہلِ یمامہ کے قتل کے بعد مجھے بلایا، آپ کے پاس عمر بھی تھے، ابو بکرؓ نے کہا: عمر نے میرے پاس آکر کہا کہ یمامہ کے دن جنگ نے قرآن کے قاریوں کا صفایا کر دیا ہے، مجھے خدشہ ہے کہ ہر جنگ میں اس طرح قاری قتل ہوتے رہے تو قرآن کا بڑا حصہ ضائع ہو جائے گا، میں سمجھتا ہوں کہ آپ کو قرآن کو جمع کرنے کا حکم دینا چاہیے۔ میں نے کہا: میں ایسا کام کیسے کروں جو رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا؟ عمر نے کہا: اللہ کی قسم یہ خیر کا کام ہے۔ عمر اس حوالے سے مجھ سے مسلسل بات کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ نے میرا سینہ اس کام کے لیے کھول دیا جس کے لیے عمر کا سینہ کھول دیا تھا، میں بھی یہی سمجھا جو عمر سمجھتا تھا۔ زیدؓ نے کہا کہ ابو بکرؓ نے کہا: آپ ایک عقلمند نوجوان ہو، آپ رسول اللہ ﷺ کے لیے وحی لکھتے تھے، قرآن کو ڈھونڈ کر جمع کرو۔ زید نے کہا: اللہ کی قسم اگر کسی پہاڑ کو منتقل کرنے کا بوجھ مجھ پر ڈال دیا جاتا یہ قرآن کو جمع کرنے کے بوجھ سے زیادہ بھاری نہ ہوتا۔ میں نے کہا: آپ دونوں ایسا کام کیسے کر سکتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا؟ ابو بکرؓ نے کہا: اللہ کی قسم یہ خیر ہے۔ وہ مجھ سے مسلسل کہتے رہے یہاں تک کہ اللہ نے میرا سینہ بھی اس کام کے لیے کھول دیا، جس کام کے لیے ابو بکر اور عمر کا سینہ کھول دیا تھا۔ میں نے بھی اس بات کی حامی بھر لی، پھر میں نے قرآن کو تختیوں، ہڈیوں کے ٹکڑوں اور لوگوں کے سینوں سے جمع کیا یہاں تک کہ سورۃ التوبہ کے آخر کی یہ آیات **لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنفُسِكُمْ** تک خزیمہ یا ابو خزیمہ کے پاس پایا اور ان کو میں نے سورت سے ملایا۔ اور یہ صحیفے وفات تک ابو بکرؓ کے پاس تھے، آپ کی وفات کے بعد عمرؓ کے پاس ان کی وفات تک تھے پھر حفصہ بنت عمرؓ کے پاس۔۔۔ محمد بن عبید اللہ کہتے ہیں کہ اللحاف سے مراد خزف (چمڑے کا ٹکڑا) ہے۔ ختم شد

ج۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے بخاری کی روایات متعدد ہیں ان سب میں زید سے ابو بکر کا یہ قول مذکور ہے (ابو بکر نے کہا: آپ ایک نوجوان اور عقلمند آدمی ہو، رسول اللہ ﷺ کے لیے وحی لکھتے رہے، قرآن کو تلاش کر کے جمع کرو۔

د۔ اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ابو بکرؓ نے زید سے مطالبہ کیا کہ وہ قرآن کو تلاش کر کے جمع کریں، لکھنے کا نہیں کہا، یعنی زیدؓ کا کام رسول اللہ ﷺ کے سامنے لکھے ہوئے صحائف کو، جو چمڑے کے ٹکڑوں، ہڈیوں اور تختیوں کی شکل میں تھے، کو جمع کرنا تھا، دوبارہ لکھنا نہیں۔۔۔

ھ۔ اس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ زید بن ثابتؓ کو جب سورۃ التوبہ کی آخری آیتیں لکھی ہوئی صرف خزیمہ انصاریؓ کے پاس ملیں اور آپ کے علاوہ کسی کے پاس لکھی ہوئی نہیں تھیں، تو زیدؓ ان کو ثابت کرنے کے لیے توقف اختیار کیا حالانکہ وہ ان کو تواتر سے یاد کیے ہوئے تھے، مگر یہ لازمی قرار دیا گیا تھا کہ اسی صحیفے کو لیا جائے گا جس کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے لکھنے کی گواہی دو گواہ دیں اور خزیمہ کے پاس موجود اس صحیفے کا گواہ ایک یعنی خود خزیمہؓ تھے، دوسرے گواہ کی ضرورت تھی۔۔۔ زید نے اس آیت کو نہیں لکھا حالانکہ وہ اسے تواتر سے حفظ کیے ہوئے تھے۔۔۔ پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آسانی کر دی کہ صحابہ نے گواہی دی کہ رسول اللہ ﷺ نے خزیمہؓ کی گواہی کو دو گواہیوں کے برابر قرار دیا ہے، اسی لیے اس صحیفے کو خزیمہؓ سے لیا کہ ان کی گواہی دو گواہوں کے برابر ہے۔

و۔ جہاں تک خزیمہ کی گواہی کے دو گواہوں کے برابر ہونے کی بات ہے تو احمد اپنے مُسند میں اور ابو داؤد نے اپنی سنن میں روایت کی ہے اور یہ الفاظ احمد کے ہیں کہ: (حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي عُمَارَةُ بْنُ خُزَيْمَةَ الْأَنْصارِيُّ، أَنَّ عَمَّهُ حَدَّثَهُ، وَهُوَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ ابْتَاعَ فَرَساً مِنْ أَعْرَابِيٍّ فَاسْتَتْبَعَهُ النَّبِيُّ ﷺ لِيَقْضِيَهُ ثَمَنَ فَرَسِهِ، فَأَسْرَعَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَشْيَ وَأَبْطَأَ الْأَعْرَابِيُّ، فَطَفِقَ رِجَالٌ يَعْتَرِضُونَ الْأَعْرَابِيَّ فَيُسَاوِمُونَ بِالْفَرَسِ لَا يَشْعُرُونَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ ابْتَاعَهُ، حَتَّى زَادَ بَعْضُهُمْ الْأَعْرَابِيَّ فِي السَّوْمِ عَلَى ثَمَنِ الْفَرَسِ الَّذِي ابْتَاعَهُ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ، فَنَادَى الْأَعْرَابِيُّ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: إِنْ كُنْتَ مُبْتَاعاً هَذَا الْفَرَسَ فَابْتَعْهُ وَإِلَّا بِعْتُهُ. فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ حِينَ سَمِعَ نِدَاءَ الْأَعْرَابِيِّ فَقَالَ: أَوَلَيْسَ قَدْ ابْتَعْتُهُ مِنْكَ؟ قَالَ الْأَعْرَابِيُّ: لَا وَاللَّهِ مَا بِعْتُكَ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: بَلَى قَدْ ابْتَعْتُهُ مِنْكَ. فَطَفِقَ النَّاسُ يَلُوذُونَ بِالنَّبِيِّ ﷺ وَالْأَعْرَابِيِّ وَهُمَا يَتَرَاجَعَانِ، فَطَفِقَ الْأَعْرَابِيُّ يَقُولُ: هَلُمَّ شَهِيداً يَشْهَدُ أَنِّي بَايَعْتُكَ، فَمَنْ جَاءَ مِنْ الْمُسْلِمِينَ قَالَ لِلْأَعْرَابِيِّ: وَيْلَكَ النَّبِيُّ ﷺ لَمْ يَكُنْ لِيَقُولَ إِلَّا حَقّاً، حَتَّى جَاءَ

خُزَيْمَةُ فَاسْتَمَعَ لِمُرَاجَعَةِ النَّبِيِّ ﷺ وَمُرَاجَعَةِ الْأَعْرَابِيِّ، فَطَفِقَ الْأَعْرَابِيُّ يَقُولُ: هَلُمَّ شَهِيداً يَشْهَدُ أَنِّي بَايَعْتُكَ. قَالَ خُزَيْمَةُ: أَنَا أَشْهَدُ أَنَّكَ قَدْ بَايَعْتَهُ، فَأَقْبَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى خُزَيْمَةَ فَقَالَ: بِمَ تَشْهَدُ؟ فَقَالَ: بِتَصْدِيقِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ شَهَادَةَ خُزَيْمَةَ شَهَادَةَ رَجُلَيْنِ "ابو الیمان نے روایت کیا کہ شعیب نے زُھری سے روایت کیا ہے کہ عمارہ بن خزیمہ انصاری نے روایت کیا ہے کہ اس کے چچا نے اس کو بتایا جو کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک دیہاتی سے گھوڑا خریدا، رسول اللہ ﷺ نے اسے گھوڑے کی قیمت ادا کرنے کے لیے بلایا نبی ﷺ جلدی چل رہے تھے اور دیہاتی آہستہ۔ لوگ دیہاتی کی طرف آرہے تھے اور اس کے ساتھ گھوڑے کا بھاؤ تاؤ کر رہے تھے کیونکہ انہیں معلوم نہیں تھا کہ یہ گھوڑا رسول اللہ ﷺ خرید چکے ہیں، یہاں تک کہ کسی نے دیہاتی کو اس سے زیادہ قیمت کی پیش کش کی جتنی قیمت میں رسول اللہ ﷺ نے خریدا تھا۔ اس دیہاتی نے رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کرکے کہا کہ اگر تم یہ گھوڑا لے رہو تو لے لو ورنہ میں یہ بیچ دوں گا۔ رسول اللہ ﷺ دیہاتی کی آواز سن کر کھڑے ہوئے اور فرمایا: کیا یہ میں تم سے خرید نہیں چکا؟ دیہاتی نے کہا: نہیں اللہ کی قسم! میں نے تمھیں نہیں بیچا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیوں نہیں میں یہ تم سے خرید چکا ہوں۔ لوگ دیہاتی اور رسول اللہ ﷺ کو دیکھتے رہے۔ دیہاتی نے کہا: کوئی گواہ لے آؤ جو گواہی دے کہ میں یہ تمھیں بیچ چکا ہوں۔ کسی مسلمان نے دیہاتی سے کہا تیرا بیڑہ غرق ہو نبی ﷺ حق کے سوا کچھ نہیں کہتے۔ پھر خزیمہ آئے اور نبی ﷺ اور دیہاتی کے درمیان گفتگو سنی دیہاتی کہہ رہا تھا کہ گواہ لے آؤ کہ میں نے تمھیں بیچ دیا ہے۔ خزیمہ ؓ نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ تم نے ان کو بیچا ہے۔ نبی ﷺ خزیمہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: تم کیسے گواہی دیتے ہو؟ انہوں نے کہا: کیونکہ ہم نے آپ کے سچا ہونے کی تصدیق کی ہے اے اللہ کے رسول ﷺ۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے خزیمہ کی گواہی کو دو آدمیوں کی گواہی کے برابر قرار دیا۔ اس کو حاکم نے بھی مستدرک علی صحیحین میں روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ: "۔۔یہ صحیح الاسناد ہے، اس کے راویوں کے قابل اعتماد ہونے پر شیخین کا اتفاق ہے لیکن انہوں نے اس کی تخریج نہیں کی"۔

ز۔ یہ سب یہ ثابت کرتا ہے کہ وہ صحابی جس کے پاس وہ رِقہ ملا جس پر سورہ توبہ کی آیتیں لکھی ہوئی تھیں وہ خزیمہ ہیں، ابو خزیمہ نہیں جیسا کہ بعض روایات میں ہے کیونکہ اس آیت کے لیے شہادت میں ان کی گواہی کو دو گواہوں کے برابر سمجھا گیا، یہ خزیمہ پر منطبق ہوتا ہے ابو خزیمہ پر نہیں۔۔۔ ایسا لگ رہا ہے کہ راوی خزیمہ اور ابو خزیمہ میں التباس کا شکار ہوئے کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے۔۔۔ بہر حال یہ خزیمہ بن ثابت انصاری ؓ تھے جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا۔

ح۔ یوں زیدؓ نے خزیمہؓ کے پاس جو لکھا ہوا ملا تھا، کو باقی قرآن میں جمع کرنے سے توقف کیا یہاں تک کہ یہ معلوم ہو گیا کہ خزیمہ کی گواہی دو گواہوں کے برابر ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کی اس حدیث میں ہے جسے ہم نے اوپر بیان کیا، تب زید کا دل مطمئن ہوا اور انہوں نے اس رِقہ کو لیا اور دوسرے رِقعوں کے ساتھ جمع کیا جو لکھے ہوئے تھے۔

ط۔ یہ سب اس بات کی تائید کرتا ہے کہ ابو بکرؓ نے قرآن کو جمع کرنے کے لیے زید بن ثابتؓ کو جو ذمہ داری دی تھی وہ قرآن کو لکھنا نہیں تھا بلکہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے قرآن کے لکھے ہوئے مختلف ٹکڑوں کو یکجا کرنا تھا اور ان ٹکڑوں کو اپنی اپنی سورتوں میں ترتیب سے رکھنا تھا، ہر ٹکڑے کے لیے کم از کم دو بندے گواہی دیتے تھے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے لکھا گیا ہے سوائے سورہ توبہ کے آخر کے، جو صرف خزیمہؓ کے پاس موجود تھا اور یہ خزیمہؓ وہ ہیں جن کی گواہی کو رسول اللہ ﷺ نے دو آدمیوں کی گواہی کے برابر قرار دیا تھا، اللہ نے سچ فرمایا ہے کہ **إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ** "بے شک ہم نے قرآن کو نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں"۔

ی۔ یوں وہ روایات جن کا آپ نے سوال میں ذکر کیا جو زید نے ابو بکر کے عہد میں کیا وہ قرآن کی آیات کے نسخے بنانا ہے ان کو اکھٹا کرنا نہیں جو کہ چمڑے کے ٹکڑوں، تختیوں اور ہڈیوں پر لکھی ہوئی تھی، یہ روایات بخاری میں مذکور صحیح روایات سے متصادم ہیں جن کو ہم نے اوپر بیان کیا ہے، لہذا اس پر وہی لاگو ہو گا جو ہم نے ذکر کیا، درایتاً ان الفاظ کو رد کیا جائے گا اگر سند صحیح ہو، اور اگر سند ضعیف ہو تو ضعف کی وجہ سے اس کو نہیں لیا جائے گا۔

6۔ آخر میں آپ کے سوال سے یہ واضح ہوتا ہے کہ آپ نے شخصیہ الاسلامیہ جز اول اور قرآن کو جمع کرنے کے موضوع پر تیسر الوصول الی الاصول کو پڑھا ہے اس لیے قرآن کو جمع کرنے کے حوالے سے ان دونوں کتابوں میں جو آیا ہے وہ میں آپ کے لیے نہیں دہراؤں گا۔۔۔ مگر شخصیہ میں سے اس جزو کو پیش کرتا ہوں:

"اس بنا پر قرآن کو جمع کرنے کے حوالے سے ابو بکر کا حکم اس کو ایک مصحف میں لکھنے کے لیے نہیں تھا بلکہ ان صحائف کو ایک جگہ جمع کرنے کے لیے تھا جو رسول اللہ ﷺ کے سامنے لکھے گئے تھے اس میں بھی تاکید کے لیے دو گواہ ہوتے تھے جو اس بات کی گواہی دیتے تھے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے لکھے گئے ہیں، یہ لکھے ہوئے صحابہ کے پاس تھے اور ان کو حفظ بھی تھے۔ یہ صحیفے مرتے دم تک ابو بکرؓ کے پاس محفوظ رہے، پھر عمرؓ کے پاس تاحیات رہے، اس کے بعد عمرؓ کی وصیت کے مطابق ام المومنین حفصہ بنت عمرؓ کے پاس رہے۔۔۔ لہذا عثمانؓ کا عمل قرآن کو جمع کرنا نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے لکھے گئے کے نسخے تیار کرنا تھا۔ عثمان نے

اس نسخے سے ان کے سات نقلیں تیار کرنے کے علاوہ کچھ نہیں کیا جو ام المومنین حفصہؓ کے پاس تھا، لوگوں نے اسی خط پر اجماع کیا اور اس کے علاوہ کسی خط یا املاء سے منع کیا۔ پھر خط اور املاء دونوں لحاظ سے معاملہ اسی نسخے پر رک گیا، یہ وہی خط اور املاء ہے جس کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے اس وقت لکھا گیا جس وقت وحی کے ذریعے یہ نازل ہوا، یہ وہی نسخہ ہے جس ابو بکر نے جمع کیا جس کے بعد مسلمانوں نے اس کے نسخے بنائے اس کے علاوہ کوئی نسخہ نہیں، یہی اپنے رسم الخط میں مصحف عثمان ہے۔۔۔"

۔اور التیسیر سے مندرجہ ذیل حصہ پیش کرتا ہوں:

(اللہ عزوجل نے قرآن کریم کی حفاظت کی ذمہ داری خود لی جس پر کسی بھی طرف سے باطل حملہ آور نہیں ہو سکتا اس میں کوئی بھی کسی ایک حرف کو تبدیل نہیں کر سکتا ایسا کوشش کرنے والا لازما بے نقاب ہو گا،" بے شک ہم نے ہی اس قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں" (الحجر 9)، "اس کا جمع کرنا ہم پر ہی ہے" (القیامة 17)، "اگر یہ اللہ کے علاوہ کسی کی طرف سے ہوتا تو اس میں بہت سارے اختلافات پاتے" (النساء 82)، "اس کے آگے یا پیچھے سے باطل اس میں داخل نہیں ہو سکتا یہ قابلِ تعریف حکمت والے کا نازل کیا ہوا ہے" (فصلت 42)

اللہ عزوجل نے قرآن کی حفاظت کی، اسے جمع کرنے کا بندوبست کیا، اس کو تبدیلی اور تحریف سے محفوظ کیا یہاں تک کہ یہ نقل متواتر سے ہم تک پہنچا، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عین اسی کو نقل کیا جو وحی کے ذریعے نازل ہوا تھا، جس کو لکھنے کا حکم رسول اللہ ﷺ نے دیا تھا اور یہی قیامت کے دن اور جب تک اللہ چاہے گا محفوظ رہے گا۔

آپ کا بھائی عطاء بن خلیل ابو رَشتہ

30 ربیع الآخر 1442 بمطابق 15/12/2020